فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نبی کریم ﷺ مختون پیدا ہوئے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا پیدائشی طور پر ختنہ ثابت نہیں۔ اس کے بارے میں مروی تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِيهِ شَيْءٌ.

''اس بارے میں کوئی روایت بھی ثابت نہیں۔''

(فتاویٰ شامی: 752/6، قُرّة عين الأخيار: 343/7)

پیدائشی طور پر ختنہ ہونا، فضیلت کا باعث نہیں، کیونکہ عام بچے بھی پیدائشی طور پر مختون پیدا ہوتے ہیں۔

سوال: جوتا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: صحیح احادیث سے جوتا پہن کر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

❁ علامہ منبجی حنفی رحمہ اللہ (۶۸۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَ تِ الْأَخْبَارُ مُتَوَاتِرَةً عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ فِي نَعْلَيْهِ.

''متواتر احادیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جوتا پہن کر نماز پڑھی۔''

(اللُّباب في الجمع بين السّنة والكتاب :326/1)

جوتا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے، ضروری نہیں۔ لہٰذا مساجد میں قالین اور صفوں کی صفائی کا خیال کرنا چاہیے۔

سوال: نماز وتر کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز وتر بالاتفاق سنت ہے۔ اس پر بہت سارے دلائل ہیں۔

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ : إِنَّ الْوِتْرَ سُنَّةٌ لِمَا أَنَّ كِتَابَ اللّٰهِ، وَالسُّنَنَ الْمُتَوَاتِرَةَ وَالْمَشْهُورَةَ مَا أَوْجَبَتْ زِيَادَةً عَلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ .

''تمام فقہا نے کہا ہے کہ وتر سنت ہے، کیونکہ قرآن کریم اور مشہور و متواتر سنت نے پانچ سے زائد نمازیں فرض نہیں کیں۔''

(بدائع الصّنائع في ترتيب الشّرائع :91/1)

سوال: میدان عرفات میں دو نمازیں جمع کرنا کیسا ہے؟

جواب: میدان عرفات میں دو نمازیں جمع کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَمْعُ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهُوَ مَنْقُولٌ بِالتَّوَاتُرِ فَلَمْ يَتَنَازَعُوا فِيهِ .

''عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرنے کے جواز پر اتفاق ہے۔ یہ متواتر احادیث میں منقول ہے، اسی لیے فقہا نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 1029/3)

(سوال): کیا معراج والی رات اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان تشہد کے بارے میں مکالمہ ہوا؟

(جواب): علمائے احناف نے اپنی کتب میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ یہ بے اصل ہے۔

(سوال): اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ﴾(النّجم : ٢٣)''وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں۔'' کا کیا مطلب ہے؟

(جواب): حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ لَيْسَ لَهُمْ مُسْتَنَدٌ إِلَّا حُسْنَ ظَنِّهِمْ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ سَلَكُوا هٰذَا الْمَسْلَكَ الْبَاطِلَ قَبْلَهُمْ .

''یعنی ان کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہیں، مگر یہ کہ وہ اپنے ان آباء کے بارے حسن ظن رکھتے ہیں، جو اِن سے پہلے اس باطل راہ پر چلے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 458/7)

(سوال): ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ﴾(الأنعام : ٧٦)''جب ابراہیم پر رات کی تاریکی چھا گئی، تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا، کہا: یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا، تو کہا: میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(جواب): حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، كَانَ فِي هٰذَا الْمَقَامِ

مُنَاظِرًا لِقَوْمِهٖ، مُبَيِّنًا لَهُمْ بُطْلَانَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ الْهَيَاكِلِ وَالْأَصْنَامِ .

''درست بات یہ ہے کہ اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے مناظرہ کر رہے ہیں اور ان پر واضح کر رہے ہیں کہ جو وہ اجسام واصنام کی پوجا کرتے ہیں، سب باطل ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 292/3)

سوال: کیا عقائد میں قیاس ہوتا ہے؟

جواب: عقائد میں قیاس نہیں ہوتا۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ فِي نَفْيِ الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَإِثْبَاتِهٖ فِي الْأَحْكَامِ .

''فقہائے امصار اور تمام اہل سنت، جو کہ درحقیقت اہل فقہ اور اہل حدیث ہیں، کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عقیدہ توحید میں قیاس جائز نہیں اور احکام ومسائل میں جائز ہے۔''

(جامع بَيان العلم وفضلهٖ : 887/2)

سوال: فرمان الٰہی: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهٗ فِي عُنُقِهٖ﴾ (بني إسرائيل : ۱۳) ''ہم نے ہر انسان کی قسمت اس کی گردن میں لٹکا دی ہے۔'' کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ : وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ مَا قُضِيَ لَهٗ أَنَّهٗ عَامِلُهٗ،

وَهُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ مِنْ شَقَاءٍ أَوْ سَعَادَةٍ بِعَمَلِهِ فِي عُنُقِهِ لَا يُفَارِقُهُ.

''اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ انسان اپنی قسمت کے مطابق جو بھی کرے گا، وہ ہم نے اس کے ساتھ لازم وملزوم کر دیا ہے، اسے انسان کر کے ہی رہے گا۔ انسان اپنے عمل کے ذریعے بد بخت یا خوش بخت ہوگا۔ یہ قسمت اس کی گردن میں ہے، کبھی اس سے جدا نہیں ہوگی۔''

(تفسير الطّبري: 518/14)

(سوال): یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): آج کل یہود ونصاریٰ دہریہ ہیں۔ان کا ذبیحہ حلال نہیں۔ جو واقعی اہل کتاب میں سے ہو، اس کا ذبیحہ بالا جماع حلال ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾

(المائدة: ٥)

''اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا أَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ ذَبَائِحَهُمْ حَلَالٌ لِلْمُسْلِمِينَ؛ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُونَ تَحْرِيمَ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَا يَذْكُرُونَ عَلٰى ذَبَائِحِهِمْ إِلَّا اسْمَ اللّٰهِ، وَإِنِ اعْتَقَدُوا فِيهِ تَعَالٰى مَا هُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ قَوْلِهِمْ تَعَالٰى وَتَقَدَّسَ.

''یہ اہل علم کا اتفاقی واجماعی مسئلہ ہے کہ اہل کتاب کے ذبیحے مسلمانوں کے

لیے حلال ہیں، کیونکہ اہل کتاب غیر اللہ کے لیے ذبح کو حرام سمجھتے ہیں اور وہ اپنے ذبیحہ پر صرف اللہ کا نام لیتے ہیں۔ اگر چہ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسے عقائد بھی رکھتے ہیں، جن سے باری تعالیٰ کو منزہ اور پاک کیا جاتا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 40/3)

سوال: دوران وضو اذکار کا کیا حکم ہے؟

جواب: دوران وضو اذکار ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الذِّكْرُ عَلٰى أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ كُلُّهَا بَاطِلٌ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ يَّصِحُّ .

''اعضائے وضو پر ذکر کے متعلق تمام احادیث باطل ہیں، ان میں کوئی بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔''

(المَنار المُنیف، ص 120)

سوال: توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کیا ہے؟

جواب: علامہ زُبیدی رحمہ اللہ (۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''توحید کی دو قسمیں ہیں؛ ① توحید ربوبیت ② توحید الوہیت۔ توحید ربوبیت میں اس بات کی گواہی دی جاتی ہے کہ رب تعالیٰ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، عرش کے اوپر سے اکیلا اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، عطا کرنے والا، روکنے والا، زندہ کرنے والا، موت دینے والا اور ظاہری و باطنی طور پر تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا اس

کے علاوہ کوئی نہیں۔ جو وہ چاہتا ہے، وہ ہوتا، جو نہیں چاہتا، نہیں ہوتا، اس کی اجازت کے بغیر کوئی ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا، جو بھی چیز رونما ہوتی ہے، وہ اس کی مشیئت سے ہی ہوتی ہے، گرنے والا ایک پتہ بھی اس کے علم میں ہے، زمین و آسمان میں ذرہ بھر شے اس سے چھپی نہیں۔ ہر چھوٹی بڑی شے اس کے علم میں ہے، اس کی قدرت نے اسے گھیرا ہوا ہے، اس میں اُسی کی مرضی چلتی ہے اور وہ اس کی حکمت کے عین مطابق ہے۔

توحید اُلوہیت یہ ہے کہ انسان اپنی ہمت، دل، عزم، ارادے اور حرکات کو باری تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی عبادت کے قیام میں صرف کر دے۔''

(تاج العُروس : 276/9)

سوال: کیا یزید نے کعبۃ اللہ کو گرایا یا جلایا تھا؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

يَزِيدُ لَمْ يَهْدِمِ الْكَعْبَةَ، وَلَمْ يَقْصِدْ إِحْرَاقَهَا، لَا هُوَ وَلَا نُوَّابُهُ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ .

''اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یزید نے کعبۃ اللہ کو منہدم نہیں کیا، نہ ہی یزید یا اس کے کسی نائب نے کعبہ کو جلانے کا قصد کیا۔''

(مِنهاج السّنّة : 577/4)

سوال: سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ایمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِيمَانُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَابِتٌ بِالنَّقْلِ

الْمُتَوَاتِرِ وَإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى ذٰلِكَ .

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا متواتر روایات سے ثابت ہے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 453/4)

سوال: کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ تھے؟

جواب: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَلِكُ الْإِسْلَامِ .

''آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے امیر اور اسلام کے بادشاہ تھے۔''

(سِیر أعلام النُّبلاء : 120/3)

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''خلیفہ'' بھی کہا ہے۔

(صحیح ابن خزیمة : 2408، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کتنی ہیں؟

جواب: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی (۱۶۳) روایات ہیں، جن میں سے (۴) متفق علیہ ہیں۔ (۴) کو امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں اور (۵) کو امام مسلم رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

سوال: قرآن کریم چار انصار صحابہ نے جمع کیا، اس پر اعتراض کا کیا جواب ہے؟

جواب: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ؛ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ.

''عہد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں چار صحابہ نے قرآن کو جمع کیا، سب کا تعلق انصار سے تھا؛ ① سیدنا معاذ بن جبل ② سیدنا ابی بن کعب ③ سیدنا زید بن ثابت ④ سیدنا ابوزید رضی اللہ عنہم۔''

(صحيح البخاري: 3810، صحيح مسلم: 2465)

❀ **حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:**

قَالَ الْمَازِرِيُّ: هٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِهٖ بَعْضُ الْمَلَاحِدَةِ فِي تَوَاتُرِ الْقُرْآنِ وَجَوَابُهٗ مِنْ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا: أَنَّهٗ لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّ غَيْرَ الْأَرْبَعَةِ لَمْ يَجْمَعْهُ فَقَدْ يَكُونُ مُرَادُهُ الَّذِينَ عَلِمَهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَأَمَّا غَيْرُهُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُهُمْ فَلَمْ يَنْفِهِمْ وَلَوْ نَفَاهُمْ كَانَ الْمُرَادُ نَفْيَ عِلْمِهٖ وَمَعَ هٰذَا فَقَدْ رَوٰى غَيْرُ مُسْلِمٍ حِفْظَ جَمَاعَاتٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ مِنْهُمُ الْمَازِرِيُّ خَمْسَةَ عَشَرَ صَحَابِيًّا وَثَبَتَ فِى الصَّحِيحِ أَنَّهُ قُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ مِمَّنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَكَانَتِ الْيَمَامَةُ قَرِيبًا مِنْ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا مِنْ جَامِعِيهِ يَوْمَئِذٍ فَكَيْفَ الظَّنُّ بِمَنْ لَمْ يُقْتَلْ مِمَّنْ

حَضَرَهَا وَمَنْ لَمْ يَحْضُرْهَا وَبَقِى بِالْمَدِينَةِ أَوْ بِمَكَّةَ أَوْ غَيْرِهِمَا وَلَمْ يُذْكَرْ فِى هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَنَحْوُهُمْ مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ يَبْعُدُ كُلُّ الْبُعْدِ أَنَّهُمْ لَمْ يَجْمَعُوهُ مَعَ كَثْرَةِ رَغْبَتِهِمْ فِي الْخَيْرِ وَحِرْصِهِمْ عَلَى مَا دُونَ ذَلِكَ مِنَ الطَّاعَاتِ وَكَيْفَ نَظُنُّ هَذَا بِهِمْ وَنَحْنُ نَرَى أَهْلَ عَصْرِنَا حَفِظَهُ مِنْهُمْ فِى كُلِّ بَلْدَةٍ أُلُوفٌ مَعَ بُعْدِ رَغْبَتِهِمْ فِى الْخَيْرِ عَنْ دَرَجَةِ الصَّحَابَةِ مَعَ أَنَّ الصَّحَابَةَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ أَحْكَامٌ مُقَرَّرَةٌ يَعْتَمِدُونَهَا فِى سَفَرِهِمْ وَحَضَرِهِمْ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا سَمِعُوهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ نَظُنُّ بِهِمْ إِهْمَالِهِ فَكُلُّ هَذَا وَشِبْهُهُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَصِحُّ أَنْ يَكُونَ مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِى نَفْسِ الْأَمْرِ أَحَدٌ يَجْمَعُ الْقُرْآنَ إِلَّا الْأَرْبَعَةُ الْمَذْكُورُونَ الْجَوَابُ الثَّانِى أَنَّهُ لَوْ ثَبَتَ أَنَّهُ لَمْ يَجْمَعْهُ إِلَّا الْأَرْبَعَةُ لَمْ يَقْدَحْ فِى تَوَاتُرِهِ فَإِنَّ أَجْزَاءَهُ حَفِظَ كُلَّ جُزْءٍ مِنْهَا خَلَائِقُ لَا يُحْصَوْنَ يَحْصُلُ التَّوَاتُرُ بِبَعْضِهِمْ وَلَيْسَ مِنْ شَرْطِ التَّوَاتُرِ أَنْ يَنْقُلَ جَمِيعُهُمْ جَمِيعَهُ بَلْ إِذَا نَقَلَ كُلَّ جُزْءٍ عَدَدُ التَّوَاتُرِ صَارَتِ الْجُمْلَةُ مُتَوَاتِرَةً بِلَا شَكٍّ وَلَمْ يُخَالِفْ فِى هَذَا مُسْلِمٌ وَلَا مُلْحِدٌ .

''علامہ مازری ؒ کہتے ہیں کہ قرآن کے تواتر کے مسئلہ میں بعض ملحدین نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے، اس کا جواب دو طرح ہے:① اس حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ ان چار کے علاوہ کسی صحابی نے قرآن جمع نہیں کیا، لہٰذا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہوگی کہ جن انصار کو وہ جانتے ہیں، وہ چار ہیں۔ ان چار کے علاوہ مہاجرین اور وہ انصار جنہیں انس رضی اللہ عنہ نہیں جانتے تھے، اُن کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نفی نہیں کی۔ اگر نفی کر بھی دیتے، تو اس سے مراد یہ تھا کہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق نفی کی ہے۔ نیز امام مسلم ؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے نقل کیا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام کی ایک جماعت نے قرآن کو حفظ کیا تھا۔ علامہ مازری ؒ نے ان میں سے پندرہ صحابہ کو ذکر کیا ہے۔ صحیح (بخاری: ۴۰۷۸) میں ثابت ہے کہ جنگ یمامہ میں ستر ایسے صحابہ شہید ہوئے، جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا۔ یمامہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے قریب ہی کا واقعہ ہے۔ قرآن کو جمع کرنے والوں میں یہ تو وہ صحابہ ہیں، جو اس دن شہید ہوئے، تو اُن صحابہ کی تعداد کتنی ہوگی، جو جنگ میں حاضر تو ہوئے، مگر شہید نہیں ہوئے یا جنگ میں حاضر ہی نہیں ہوئے، بلکہ مدینہ یا مکہ وغیرہما میں تھے۔ ان میں خلفائے اربعہ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور دیگر کبار صحابہ کا ذکر نہیں، جن کے متعلق یہ کہنا بہت بعید ہے کہ انہوں قرآن کو جمع نہ کیا، حالانکہ وہ خیر میں بہت زیادہ رغبت رکھنے والے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر حریص تھے۔ ہم صحابہ کے متعلق یہ گمان کیسے رکھ سکتے ہیں، جبکہ ہم اپنے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ ہر علاقے میں ہزاروں کی تعداد میں حافظ قرآن موجود ہیں، حالانکہ انہیں صحابہ کی

بہ نسبت خیر میں بہت کم رغبت ہے۔اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کے پاس قرآن اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے علاوہ کوئی مقرر احکام نہ تھے کہ جن پر وہ اپنے سفر وحضر میں اعتماد کرتے ہوں۔تو ہم کیسے صحابہ کے متعلق گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کی پرواہ نہ کی؟ لہٰذا یہ اور اس جیسی دیگر وجوہات دلالت کرتی ہیں کہ اس حدیث کا یہ معنی کرنا قطعا درست نہیں کہ حقیقت میں بھی قرآن کو جمع کرنے والے صحابہ چار ہی ہیں۔

② اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ قرآن کو صرف چار صحابہ نے ہی جمع کیا،تو بھی یہ قرآن کے تواتر میں قدح کا باعث نہیں، کیونکہ قرآن کے ہر ہر جزء کو بے شمار صحابہ نے حفظ کیا تھا،جس سے بعض اجزاء کے متعلق تواتر ثابت ہو جاتا ہے اور تواتر کی یہ شرط نہیں کہ اسے تمام لوگوں نے تمام کا تمام نقل کیا ہو، بلکہ اگر کسی جزء کو تواتر کے ساتھ نقل کیا جائے،تو بلاشبہ سارے کا سارا متواتر ہو جائے گا، اس کی مخالفت کوئی مسلمان یا ملحد نہیں کرتا۔''

(شرح صحیح مسلم : 19/16)

سوال: درج ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے۔

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى الضُّحٰى سَجْدَتَيْنِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ صَلَّى أَرْبَعًا كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ صَلَّى سِتًّا كُفِيَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَمَنْ صَلَّى ثَمَانِيًا كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْعَابِدِينَ، وَمَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ .

''جس نے اشراق کے دو نفل ادا کیے، وہ غافل نہیں لکھا جائے گا، جس نے چار رکعت ادا کیے، اسے مطیع و فرمانبردار لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے، جس نے چھ رکعت ادا کیے، اسے یہ نوافل پورے دن کے لیے کافی ہو جائیں گے، جس نے آٹھ رکعت ادا کیے، اسے اللہ تعالیٰ عبادت گزار بندوں میں لکھ دیتا ہے اور جس نے بارہ رکعت ادا کیے، اللہ تعالیٰ اس کا جنت میں محل تیار کر دیتا ہے۔''

(السّنن الصّغیر للبیهقي : 825، جامع المَسانید والسّنن لابن کثیر : 302/9)

جواب: اس کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔

(ا) یہ سند ضعیف ہے۔ صلت بن سالم ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ حَدِيثُهٗ . ''اس کی حدیث ثابت نہیں۔''

(التّاریخ الکبیر : 304/4)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، لَيْسَ بِشَيْءٍ . ''منکر الحدیث ہے، کچھ بھی نہیں۔''

(الجرح والتّعدیل : 433/4)

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اسے ''اَسامی الضعفاء'' (۱۵۶) میں ذکر کیا ہے۔

یاد رہے کہ طبرانی کی سند سے صلت بن سالم کا واسطہ گر گیا ہے۔

(ب) الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم (۹۸۷) اور مسند بزار (۳۸۹۰) والی سند سخت ضعیف ہے۔ حسین بن عطاء کے بارے میں امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَهُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ وَمَا حَدَّثَ بِهٖ فَمُنْكَرٌ .

''منکر الحدیث اور قلیل الحدیث ہے، اس نے جو بھی حدیث بیان کی، وہ منکر ہے۔''

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم : 61/3)

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ الْمَنَاكِيرَ الَّتِي لَيْسَتْ تَشَعُّبُهٗ حَدِيثَ الْأَثْبَاتِ لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ إِذَا انْفَرَدَ لِمُخَالَفَتِهِ الْأَثْبَاتَ فِي الرِّوَايَاتِ .

''یہ زید بن اسلم سے منسوب ایسی منکر روایات بیان کر دیتا تھا، جو ثقات کی روایات نہیں لگتی تھیں، اس کی منفرد روایات میں حجت پکڑنا جائز نہیں، کیونکہ یہ روایات میں ثقات کی مخالفت کرتا ہے۔''

(کتاب المَجروحین : 243/1)

✿ نیز فرماتے ہیں:

يُخْطِئُ وَيُدَلِّسُ . ''غلطیاں کھاتا تھا اور تدلیس کرتا تھا۔''

(الثّقات : 209/6)

(ج) مسند ابی یعلی (کما فی المطالب لابن حجر : ۶۵۴)، السنن الکبریٰ للبیہقی (۴۹۰۶) اور معرفۃ الصحابہ لابی نعیم (۱۵۸۱) والی سند بھی ضعیف ہے۔

✿ اسماعیل بن رافع ابو رافع ضعیف الحفظ ہے۔

(تقریب التّھذیب لابن حَجَر : 442)

✿ امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون : ۳۲) اور امام دارقطنی (سوالات البرقانی: ۹) نے ''متروک'' کہا ہے۔

۞ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّهُمَا أشبَهُ؟ قَالَ: جَمِيعًا مُضْطَرِبَيِن.

''میں اپنے والد گرامی (ابو حاتم رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ سیدنا ابودرداء اور سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہما میں سے کس کی حدیث بہتر ہے؟ فرمایا: دونوں حدیثیں ہی مضطرب ہیں۔''

(علل ابن أبي حاتم: 279/2)

سوال: کیا ستر ڈھانپنا ضروری ہے؟

جواب: ستر ڈھانپنا واجب ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾(الأعراف: ٢٧)

''اولادِ آدم! تمہیں شیطان بہکا نہ دے، جیسے تمہارے والدین (آدم وحواء) کو جنت سے نکلوادیا تھا، ان کا لباس اتروادیا، تاکہ انہیں ان کی شرمگاہ دکھائے۔''

۞ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أُسْتُدِلَّ بِهٖ أَيْضًا عَلٰى وُجُوبِ سِتْرِ الْعَوْرَةِ.

''ستر ڈھانپنے کے وجوب پر اس آیت سے بھی دلیل لی جاتی ہے۔''

(الإكليل، ص 127)

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كَشْفَ الْعَوْرَةِ مُحَرَّمٌ بِالْإِجْمَاعِ.

’’(کسی کے سامنے) ستر کھولنا بالا جماع حرام ہے۔‘‘

(كشف المشكل من حديث الصحيحين : 348/3)

(سوال): کیا جن بھی جنت میں جائیں گے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾

(الرّحمٰن : ٥٦ـ٥٨)

’’ان میں شرمیلی آنکھوں والی کنواری حوریں ہوں گی، جن سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہم بستری نہیں کی ہوگی، تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، وہ حوریں گویا یاقوت و مرجان ہیں۔‘‘

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ جن بھی جنت میں جائیں گے۔

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ جنوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ﴾ (الأنعام : ١٩)

’’تاکہ میں اس (قرآن) کے ذریعہ تمہیں اور جس تک بھی قرآن پہنچے، اس کو (عذابِ الٰہی سے) خبردار کروں۔‘‘

❁ اس آیت کے تحت حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْعُوثٌ إِلَى النَّاسِ كَآفَّةً وَّإِلَى الْجِنِّ.

''یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔''

(الإكليل، ص 117)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ ......وَّأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً .

''مجھے چھ چیزوں میں انبیا علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے؛...... میں پوری دنیا کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (صحيح مسلم : 522)

❁ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ أُرْسِلَ إِلَى الْجِنِّ اتِّفَاقًا، وَالدَّلِيلُ عَلٰى ذٰلِكَ قَبْلَ الْإِجْمَاعِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، قَالَ تَعَالٰى : ﴿لِيَكُونَ لِلْعالَمِينَ نَذِيرًا﴾، وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى دُخُولِ الْجِنِّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ .

''اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جنوں کی طرف بھی مبعوث کیا گیا ہے، اجماع سے قبل اس کی دلیل کتاب وسنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لِيَكُونَ لِلْعالَمِينَ نَذِيرًا﴾ ''تا کہ آپ تمام جہانوں کو خبردار کریں۔'' تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں جن بھی داخل ہیں۔''

(المَواهب اللُّدّنية : 353/2)

سوال: بعض لوگ حدیث مصراۃ پر اعتراض کرتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''یہ حدیث نص ہے، اس کی تاویل ممکن نہیں، مگر ایک گروہ حیرت میں پڑ گیا،

انہوں نے اس کی بے مقصد تاویل کر دی، پھر ان میں سے بعض نے جرات کی اور کہا: یہ ابو ہریرہ کی حدیث ہے اور سلف نے ابو ہریرہ کی حدیث کو قبول کرنے میں توقف کیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے، جسے کوئی منکر ہی سن سکتا ہے، کیونکہ یہ کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کی تعریف کی ہے، فرمایا: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهٗٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ (الفتح : ٢٩) ''محمد، اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھی کفار پر بہت سخت ہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ (البقرة : ١٤٣) ''اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا۔'' حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لیے صحابہ کو پسند کیا۔'' نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عدالت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحَين : 422/3)